فہم سقیم کی آفت

عبدالوہاب خان

پرنسپل سکندر حسین صاحب نے اپنے شاگردوں کے ذریعے مخصوص کتابوں سے بتکلّف چن چن کر نکالا اور انہیں صحیح، باطل اور اختلافی حکایات کے ساتھ خلط ملط کرکے ﴿ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق ﴾ [البقرة/٤٢] کے حکم الٰہی کی مخالفت کی۔ بہر حال اس ٹولے نے اس پلندے کو **"سیرۂ معصومین"** کے نام سے شائع کرکے شہرت حاصل کرنے کے علاوہ اپنے آرگن **"تبیان"** کے لئے مضامین کے ایسے سلسلے قائم کئے، جن میں معترضین کو لفظی چکروں میں الجھا کر بنیادی مسئلے سے دور رکھنے کی پالیسی نمایاں نظر آتی ہے۔

مثلاً شمارہ:23 ،صفحہ:11 پر ایک مسٹر مجلہ التراث شمارہ :9 کے اداریے پر اعتراض کرتے ہوئے نامعقولیت کا ریکارڈ قائم کررہا ہے۔ لکھتا ہے :

" اگر حضورؐ نے دو جلدوں والا قرآن چھوڑا ہے ...... تو قرآن پاک کی دوسری جلد کہاں ہے؟ "

آگے کہتا ہے: **"اگر رسولؐ نے قرآن دو جلدوں کا دیا ہے تو ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ ہم اس کی ایک یا کئی جلد بنا دیں۔"**

وكم من عائب قولا صحيحا   وآفته من الفهم السقيم

مضمون " سیرۂ معصومین حقیقت کے آئینے میں" کا سرسری مطالعہ ہی تعلیم یافتہ قاری کو اس کی تردید سے بے نیاز کردینے کے لئے کافی ہے۔ اگر اس میں صرف یہی نقص ہوتا تو ہم کہتے:**"لكل جواد كبوة"** لیکن حقیقت یہ ہے کہ:

1- سوا دو صفحات کے اس مضمون میں چھ جگہ قرآنی آیات سے استدلال کی کوشش کی گئی ہے، ان میں سے تین آیات کا متن مسلمانوں کے متفقہ قرآن پاک کی رو سے تو تحریف شدہ ہے: (۱) ان الظن اثم کبیر (۲) ما اتكم الرسول فخذوه وما نهٰكم عنه فانتهوه (۳) ولا تلبسوا الحق الباطل ولا تكتمو الحق وانتم تعلمون

اگر یہ " فصل الخطاب " کی روایات، یا مصحف مطبوعہ ایران 1986ء (دیکھئے: روزنامہ جنگ لاہور 26، 31 اکتوبر 1986ء) کے مطابق ہیں، تو بات پھر وہیں پہنچ گئی، جس سے فرار کے لئے تاویلات اور الزامات کے یہ سلسلے شروع کیے گئے ہیں۔

2- ایک جگہ آیت کے ترجمے میں بھی صریح غلطی کی گئی ہے، جو اسی تحریف شدہ عبارت کے بھی مطابق نہیں۔

3- صحیح بخاری کی عبارت میں بھی تحریف کی گئی ہے۔

اگر مضمون سے علمیت جھلک رہی ہوتی تو ممکن تھا کہ "الکاتب کالحمار" کے مقولے کے تحت کچھ غلطیاں بیچارے کمپوزر اور پروف ریڈر کے گلے پڑ جاتیں، مگر Qualification کی طرح مضمون کی عبارت بھی مضمون نگار کی اُمورِ دین میں بے بصیرتی اور قرآن مجید سے اس کی بے اعتنائی کی غمازی کر رہا ہے۔

موصوف نے **"دوجلدوں کے درمیان"** کے الفاظ سے بتکلف **"دوجلدوں پر مشتمل"** کا استدلال کر کے نیم خواندہ لوگوں کو لفظی چکر میں الجھانے کی دانستہ کوشش کی ہے۔ اگر اسے قرآن پاک کی زبان کی شدبد ہوتی یا قومی زبان ہی پر عبور ہوتا تو اس مضمون نگاری کی نوبت ہی نہ آتی۔ کیونکہ "مابین الدفتین" کے الفاظ کسی تعلیم یافتہ کے لیے کجروی کی گنجائش ہی نہیں چھوڑتے۔ حتیٰ کہ "دفتین" کا لفظ اسی معنی میں اردو زبان میں بھی مستعمل ہے۔

نیز اسی اعتراض کا اگلا جملہ یہ بات بھی ظاہر کر رہا ہے کہ عربی زبان سے نابلد اس مفتی صاحب نے کبھی قرآن پاک کے پارے نہیں دیکھے ہیں۔ ورنہ جس شخص نے تیس جلدوں میں قرآن مجید دیکھا اور پڑھا ہو، وہ قرآن کی کئی جلدیں بنانے کی حرمت کا فتویٰ کبھی صادر نہیں کر سکتا۔

اس طرح کے لفظی چکروں میں الجھانا اصل موضوع سے جان چھڑانے کا بہانہ ہے۔ اسی لئے **التراث** کے اداریے میں سیرۂ معصومین کی عبارت نقل کرتے ہوئے متنازعہ لفظ ''آپ'' پر ''ؑ'' کی علامت لگائی گئی تھی۔ دیکھئے صفحہ (2،4) حالانکہ وہاں سیاق وسباق کے لحاظ سے "ؑ" کی علامت لگانا کہیں زیادہ معقول تھا۔ کیونکہ اس متنازعہ "آپ" سے پہلے اور بعد کے تینوں "آپ" کا مرجع یقیناً "امیر المؤمنین" ہے۔ نیز اس ٹولے نے خود ہی ائمہ پر نزول وحی، نزول ملائکہ وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے: سیرۂ معصومین صفحہ 528، 565 وغیرہ)

آمدم برسر مطلب......اب ہم مضمون نگار کے علی الرغم صلب موضوع کی طرف آتے ہیں۔

سکندری ٹولے نے جن کتابوں کا حوالہ دیے بغیر یہ باطل روایتیں لی ہیں، ان کتابوں میں تحریف قرآن اور بعض صحابہ پر **مشتمل** روایتیں سینکڑوں سے متجاوز ہیں۔ انہیں معتبر گردان کر ان کی بعض روایتوں کے نقل سے اس تأثر کو تقویت ملتی ہے کہ سکندر اینڈ کمپنی قرآن کا منکر، صحابہ کا دشمن اور اسلام دشمنوں کا ترجمان ہے۔

بعد میں اس تأثر کو زائل کرنے کے لیے حسب استطاعت ایسے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں، جن میں ''**مصحف علی** ؓ'' کا تذکرہ ہے۔ حالانکہ یہ ''**وہ بات**'' ہے، جس کے لئے دلائل کا انبار لگانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔

جبکہ اس بات سے ''جو بتنگڑ'' بنایا گیا ہے، اس پر یہ گروہ ہنوز بضد ہے۔

''حضرت علیؓ نے اپنا مصحف صحابہ کو پیش کیا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا۔''

یہ ہے وہ **بتنگڑ** جس سے اسلام کے اولین جاں نثاروں کی نہ صرف توہین بلکہ تکفیر بھی لازم آتی ہے۔ اس مزعومہ ''**اعراض**'' کا سبب متن کے فرق کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تفسیر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ بیان فرماتے رہے ہیں۔

''آپؒ نے اسے مخفی کر دیا۔''

یہ وہ بتنگڑ ہے، جس سے پیکر غیرت وشجاعت، حیدر کرار، امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ کے اہل خانہ رضی اللہ عنہم اوران کے تربیت یافتہ شاگردوںؒ کی بھی توہین ہوتی ہے۔

اور ہر وہ بہتان جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی جوش ایمانی وجرأت وغیرت کی نفی ہوتی ہے، اس بہتان کا اولین ہدف امام المرسلین وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بنتا ہے۔ اس روایت کی صداقت پر اصرار کرنے والا ٹولہ جواب دے کہ اللہ کا افضل ترین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرائض منصبی یعنی دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت میں کس حد تک کامیاب رہا؟! خود پرنسپل سکندر صاحب ایسے پروفیسر کی A.C.R میں کیا درج کرے گا، جس کے 23 سالہ دورِ تدریس میں اس کے شاگردوں کا ریزلٹ ZERO% رہا ہو؟!!

اگر واقعی جناب پرنسپل موجودہ قرآن مجید پر غیر متزلزل ایمان رکھنے کے دعوے میں سچے ہیں، تو اس فرمان الٰہی پر عمل کے لئے کمر بستہ ہو جائیں:

﴿يٰأيها الذين أمنوا ان جاء كم فاسق بنبأ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم ندمين ۝﴾ [الحجرات/٦]

''ایماندارو! اگر تمہارے ہاں کوئی فاسق کوئی اطلاع لے آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں تم نادانی میں کسی قوم کی ایذا رسانی کر بیٹھیں، پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔''

آپ کے پاس أبو جعفر محمد بن الحسين بن سعيد بن ابان الكوفي الهمداني ایک ایسی اطلاع لے آیا، جس کی بنیاد پر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اپنے گیارہویں امام تک ہر مسلمانؒ کی توہین کی، صحابہ رضی اللہ عنہم پر بہتان باندھا، قرآن کو مشکوک ٹھہرایا اور بہت بڑا فتنہ کھڑا کر دیا۔ وضاحتی پمفلٹ میں اس روایت کو (ضعیف) تسلیم کرنے کے بعد بھی

آپ لوگ دور از کار تاویلات کے ذریعے اس روایت کا دفاع کر رہے ہیں۔ اگر چہ اصول حدیث کی رو سے اس روایت کو ''ضعیف'' کہنا غلط ہے۔ بلکہ یہ بالکل'' موضوع ''یعنی''جھوٹی و من گھڑت'' ہے۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں جائزہ لیں۔ ایک فاسق راوی یہ روایت بیان کر رہا ہے، جس کا متن ہی اس کے فسق کی واضح دلیل ہے۔ نیز علمائے جرح وتعدیل نے اس شخص کو ''ضعیف جداً، متهم بالغلو المنافي لأصول الإسلام'' کہا ہے۔ (دیکھیے مجلہ التراث شمارہ:۹ صفحہ:۳۹)

امام ذہبیؒ نے اس کی دروغ گوئی کا ایک عجیب قصہ بیان کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس کی بہت سی احادیث سنداً و متناً منکر اور بے اصل ہیں۔ [دیکھیے میزان الاعتدال ۴/۴۴۲]

چونکہ اس کذاب و زندیق راوی کا خبث باطن اس کی خود ساختہ روایت سے اظہر من الشمس ہے، نیز خود اس کی اور اس کے ہم خیال راویوں کی ہزاروں تفصیلی روایتیں متن میں شدید اختلافات کی صراحت کرتی ہیں۔ لہذا ہزار سال بعد کے ایک مقلّد کے ''**وضاحتی بیان**'' یا ''**تاویل**'' کی بنا پر اسے اسلامی عقائد سے ہم آہنگ معنی دینا ایسا رُوکھا تکلف ہے، کہ ضمیر اس طرف التفات ہی گوارا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہر شخص کو اپنے ذاتی بیان کی وضاحت کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن کسی کذاب کی وکالت کرنے کا حق ہرگز نہیں۔

آپ نے ایسے پاپی و دروغ گو کی وہ جھوٹی روایت بلا سند و بلا نکیر درج کردی، جس کی بنیاد پر آپ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے صحابہ رضی اللہ عنہم بشمول حضرت علی کرم اللہ وجہہ سب کو ایذا پہنچایا، اور اہل اسلام کے احتجاج پر آپ اپنے کرتوت پر پچھتانے کے بجائے تاویلات کے سہارے اس روایت کی سنگینی کو کم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور ہم سے ''مصحف علی رضی اللہ عنہ'' کا تذکرہ کرنے کی پاداش میں متعدد صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ دینؒ اور مورخینؒ کے خلاف بھی فتویٰ لگانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

یاد رکھیے! اس کذاب راوی سے قبل گزرے ہوئے اہل اسلام پر تو اس من گھڑت روایت کی بھنک بھی نہیں پڑی ہے لہذا ان میں سے کسی کے متعلق لب کشائی کرنا ہی ﴿ **ولا تزر وازرة وزر أخرى** ۝ ﴾ [الانعام ۱٦٤، الاسراء ۱۵، فاطر ۱۸، الزمر ۷] کی صریح خلاف ورزی ہے۔

اس قسم کی روایتیں جن مورخینؒ یا کسی نام نہاد محدثؒ نے سند کے ساتھ بیان کی ہیں، اُن کے خیال میں وہ ان باطل روایات کی سند کے ذریعے، ان کی تردید سے عہدہ برآ ہو چکے ہیں۔ کیونکہ حکم قرآنی کے مطابق اہل علم سند کی تحقیق کے ذمہ دار ہیں۔

ہاں ایسی روایت کا سارا وبال ایسے مصنفین کے سر ہے، جنہوں نے بلا سند روایت بیان کی۔ پھر اس کی تردید نہیں کی، بلکہ اس تارِ عنکبوت کے اوپر قصرِ استدلال تعمیر کرنے کی زحمت کی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ علمی تحقیق کے لئے قلوب و اذہان کا تعصب و ہٹ دھرمی سے پاک ہونا اور قبولیت حق کے مخلصانہ جذبے سے سرشار ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے باطل روایات کے ذریعے جن اہل علم سے کافرانہ و فاسقانہ اقوال وافعال منسوب کئے گئے ہیں، ان کی بنیاد پر ان اسلافؒ کے خلاف کفر و فسق اور بدعت و ضلالت کی فتویٰ بازی سے **الحمدُ لِلّٰہِ** ہمارا قلم محفوظ اور ہماری زبان پاک ہے۔

جامع الترمذی

نام: یہ کتاب مختلف ناموں سے دستیاب ہے:

1- الجامع المختصر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وبيان الصحيح والمعلول وماعليه العمل۔

2- المسند الصحيح۔ 3- الجامع الصحيح۔ 4- صحيح الترمذی۔ 5 - الجامع الكبير۔ 6- السنن۔ 7- جامع الترمذی۔

ان میں سے پہلا نام منہج کتاب سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ اس کتاب میں اکیاون کتب اور تقریباً چار ہزار حدیثیں ہیں۔

منہج: ۱- حدیث کا درجہ اہتمام سے بیان کرتے ہیں۔ اور تفرد اور نکارت کی وضاحت کرتے ہیں۔ ۲- ہر باب میں مروی احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ۳- بوقت ضرورت راویوں سے متعلق وضاحت کرتے ہیں۔ ۴- بہت سے مسائل میں فقہاء کرام کے اقوال ذکر کرتے ہیں، ان اقوال کی سندیں کتاب کے آخر میں العلل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ ۵- اجماع والے مسائل کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ ۶- احادیث کی علتوں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ ۷- راویوں کے چوتھے طبقے تک سے روایت لیتے ہیں، ان سے کمتر راویوں سے شاذ و نادر ہی روایت کرتے ہیں۔

مذکورہ خوبیوں کی بنا پر بہت سے علماء نے اس کتاب کی تعریف کی ہے۔

شروح: (۱) عارضة الاحوذی لابن العربی (۲) نفع الشذی لابن سيد الناس (۳) تكملة النفع الشذی للعراقی (٤) تكملة له لابن حجر (٥) الكواكب الدری لمحمد بن احمد المحبوبی (٦) تحفة الاحوذی لمحمد بن عبدالرحمن المباركفوری (۷) معارف السنن للنووی ۔ رحمة الله عليهم

رواة: (۱) ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی (۲) الهيثم بن كليب الشاشی (۳) ابو ذر محمد بن ابراهيم (٤) الحسن بن ابراهيم القطان (٥) احمد بن عبد الله المروزی (٦) ابو الحسن الفزاری ۔ رحمهم الله